توثیق النسبة

بین المخطوط ومولفه

(مخطوطہ اور اس کے مولف کے درمیان توثیق نسبت)

مولف

ابو عاصم البرکاتی المصری





مترجم

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخطوط اور اس کے مؤلف کے درمیان نسبت کی توثیق کرنے کے اصول وضوابط

توثيق النسبة بين المخطوط ومؤلفه

(مخطوطہ اور اس کے مؤلف کے درمیان توثیق نسبت)

مؤلف

آبو عاصم البرکاتی المصری

مترجم

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دار الابدال

آغازِ سخن

اسلامی تاریخ کا علمی ورثہ دنیا کے عظیم ترین اثاثوں میں سے ایک ہے، جس کا بڑا حصہ آج بھی قلمی نسخوں (مخطوطات) کی صورت میں کتب خانوں کی زینت ہے۔ ان مخطوطات کی حفاظت، ان کی تصحیح اور انہیں اصل مصنف کی منشا کے مطابق دنیا کے سامنے لانا ایک ایسا جلیل القدر فن ہے جسے "تحقیقِ مخطوطات" کہا جاتا ہے۔ یہ محض کسی کتاب کی طباعت کا نام نہیں، بلکہ ایک علمی امانت کو اس کے اصل حقدار تک پہنچانے کا ذمہ دارانہ عمل ہے۔

بدقسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں، جہاں علم و فن کے بڑے مراکز اور کتب خانے موجود ہیں، مخطوطات پر کام کرنے والے مستقل علمی اداروں اور تربیت یافتہ محققین کا فقدان ہے۔ یہاں یہ کام زیادہ تر انفرادی سطح پر علما، اساتذہ اور محققینِ کرام سرانجام دے رہے ہیں۔ تربیت اور فنی اصولوں سے ناواقفیت کی بنا پر اکثر اوقات یہ علمی کاوشیں ان باریکیوں سے تہی رہ جاتی ہیں جو ایک معیاری تحقیق کا خاصہ ہیں۔

تحقیقِ مخطوطات کا سب سے پہلا اور نازک ترین مرحلہ "توثیقِ نسبت" ہے، یعنی یہ حقیقت معلوم کرنا کہ زیرِ تحقیق کتاب واقعی اپنے معروف مصنف کی تصنیف ہے یا نہیں؟ تاریخِ علم میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جہاں کوئی کتاب صدیوں تک کسی بڑے عالم کے نام سے منسوب رہی، مگر فنی باریکیوں کے جائزے سے معلوم ہوا کہ اس کا اصل خالق کوئی اور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر کے محققین کسی بھی قلمی نسخے پر کام شروع کرنے سے پہلے اس کی نسبت کی تحقیق کو ناگزیر قرار دیتے ہیں۔

علم المخطوطات کے ماہرین نے اس ضمن میں وہ تمام قرائن اور شواہد اپنی کتب میں تفصیل سے بیان کر دیے ہیں جن کی بنیاد پر نسبت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی اصول ہیں جن سے واقفیت ہر اس طالبِ علم اور محقق کے لیے لازم ہے جو کسی قلمی نسخے کی تحقیق یا اشاعت کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ ان قواعد سے صرفِ نظر کرتے ہوئے کی جانے والی تحقیق نہ صرف علمی اعتبار سے کمزور ہوتی ہے، بلکہ بسا اوقات تاریخ کے ساتھ ناانصافی کا سبب بھی بنتی ہے۔

چنانچہ توثیقِ نسبت کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر، مصر کے معروف محقق اور ماہرِ فن ابو عاصم البرکاتی المصری نے متعلقہ قواعد و دلائل کو طلبہ کی سہولت کے لیے اختصار کے ساتھ مرتب کر دیا ہے۔ راقم الحروف نے جب ان کا مطالعہ کیا تو انہیں نہایت مفید پایا۔ چونکہ اردو زبان میں علم المخطوطات پر علمی مواد کی کمی ہے، اس لیے راقم اس مقالے کا اردو ترجمہ پیش کر رہا ہے۔ تاکہ برصغیر میں اس علم کی ترویج ہو سکے اور اس سے استفادہ کرنے والے میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

امید ہے کہ یہ ترجمہ برصغیر کے علمی حلقوں، مدارسِ اسلامیہ کے فضلا اور جامعات کے طلبہ کے لیے فنِ تحقیق کی راہ میں ایک مشعلِ راہ ثابت ہو گا اور ان میں مخطوطات کی سائنسی بنیادوں پر تحقیق کا ذوق پیدا کرے گا۔ اللہ تعالی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے نفعِ عام کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

توثيق النسبة بين المخطوط ومؤلفه

مخطوطہ اور اس کے مؤلف کے درمیان توثیق نسبت، اصول وضوابط

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وبعد:

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے، اور درود وسلام ہو ہمارے سید وسردار محمد پر جو تمام انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں۔ اس کے بعد:

فبعض المخطوطات أو الكتب يطعن بعض الناس في ثبوتها لمؤلفها، ولذلك فإن توثيق النسبة بين المخطوط أو الكتاب ومؤلفه أمر لابد منه لمن يتصدى للعمل في تحقيق المخطوط ونشره، وليتسنى ذلك على الناشر المحقق التثبت بعدة طرق-

بعض مخطوطات یا کتب کے اپنے مؤلف سے ثابت ہونے پر کچھ لوگ طعن کرتے ہیں، اسی لیے جو شخص مخطوطے کی تحقیق اور اشاعت کے کام کا بیڑا اٹھاتا ہے، اس کے لیے مخطوطے یا کتاب کی اس کے مؤلف سے نسبت کی توثیق کرنا ناگزیر ہے۔ یہ عمل سرانجام دینے کے لیے محقق ناشر (ایڈیٹر) کو کئی طریقوں سے تصدیق کرنی پڑتی ہے۔

أولًا: يكون التحقيق بنسبة الكتاب لمؤلفه من داخل المخطوط نفسه وذلك بذكر اسم الكتاب واسم مؤلفه على طرة المخطوط ولكن ذلك

وحده لا يكفي، إذ لا يخفى على المطالع كثرة وقوع الخطأ من بعض النساخ، فكثير من الكتب نسبت لغير مؤلفيها، فكان لابد من تتبع الدلائل والقرائن التي يتحقق بها من نسبة الكتب لمؤلفيها.

اولاً: مخطوطے کے اندرونی دلائل:

کتاب کی اس کے مؤلف سے نسبت کی تحقیق مخطوطے کے اندر سے بھی ہوتی ہے۔ یہ یوں ہوتا ہے کہ مخطوطے کے سرورق (طُرّہ) پر کتاب کا نام اور مؤلف کا نام مذکور ہو، لیکن صرف یہی کافی نہیں، کیونکہ پڑھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں کہ بعض کاتبوں (نساخ) سے غلطی کا کثرت سے وقوع ہوتا ہے۔ بہت سی کتابیں ان کے غیر مؤلفین سے منسوب کر دی گئیں۔ لہٰذا ان دلائل اور قرائن کا پیچھا (تلاش) کرنا ضروری ہے جن سے کتابوں کی ان کے مؤلفین سے نسبت کی تصدیق ہو۔

فمن تلك الأدلة أن يذكر المؤلف اسمه واسم الكتاب بعد المقدمة والحمد والثناء على الله، فمثلا يقول: يقول الفقير الى الله تعالى فلان بن فلان ثم بعد ذلك يقول وهذا الكتاب سميته كذا، فيذكر اسم الكتاب أيضا، وممكن يذكر ذلك في خاتمه الكتاب، يعني في خاتمه الكتاب يقول وهذا آخر كتاب كذا ويذكر اسم الكتاب، ثم قد يذكر اسمه كذلك، مثلا يقول واختمه برجاء القبول عني فلان ابن فلان وهكذا.

ان دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ مؤلف مقدمے، حمد و ثنا کے بعد اپنا اور کتاب کا نام ذکر کرے۔ مثلاً وہ کہے: اللہ تعالیٰ کا فقیر فلاں بن فلاں کہتا ہے...، پھر اس کے بعد کہے: اور اس کتاب کا نام میں نے کذا (یہ) رکھا ہے، یعنی کتاب کا نام بھی ذکر کرے۔

ممکن ہے کہ یہ بات وہ کتاب کے اختتام میں ذکر کرے، یعنی کتاب کے آخر میں کہے: اور یہ کتاب کذا (یہ کتاب) کی تکمیل ہے، اور پھر کتاب کا نام ذکر کرے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنا نام بھی ذکر کر سکتا ہے، مثلاً کہے: اور میں فلاں بن فلاں اسے قبولیت کی امید پر ختم کرتا ہوں، وغیرہ۔

مثال ذلك كتاب" تَحْرِيرُ الأَقْوَالِ في مَسْأَلَةِ الاسْتِبْدَالِ" يقول مؤلفه بعد المقدمة والحمد والثناء والصلاة والسلام على رسول الله: فيقول راجي عفو ربه الكريم قاسم بن قطلوبغا الحنفي...، فوفر على الناس مؤونة البحث بتوثيق الكتاب لمؤلفه.

مثال:

کتاب "تَحْرِيرُ الأَقْوَالِ فی مَسْأَلَةِ الاسْتِبْدَالِ" کے مؤلف نے مقدمے، حمد و ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد کہا: اپنے کریم رب سے عفو کا امیدوار قاسم بن قطلوبغا الحنفی کہتا ہے..."۔ اس طرح انہوں نے کتاب کو اپنے مؤلف سے مستند کر کے لوگوں کو بحث کی زحمت سے بچا لیا۔

ثانيًا: قد يذكر الناسخ اسم المؤلف آخر الكتاب وسنة النسخ، وللعلم لو كُتِب على طرة الكتاب مع اسم المؤلف أوصاف مثل: العبد الضعيف والفقير إلى الله ونحو ذلك فغالبًا يكون الناسخ هو المؤلف، أما لو كتب أوصاف مثل الإمام والبحر والحبر والعلامة والفهامة فهذا من الناسخ وليس من المؤلف، والنساخ غالبًا يذكرون اسم المؤلف ويدعون له آخر الكتاب، ويذكرون سنة النسخ وقد يذكر الناسخ اسمه كذلك.

ثانیاً: ناسخ (کاتب) کا ذکر

کبھی کبھی ناسخ کتاب کے آخر میں مؤلف کا نام اور سالِ کتابت (سنہ نسخ) ذکر کرتا ہے۔ یہ جان لینا چاہیے کہ اگر کتاب کے سرورق پر مؤلف کے نام کے ساتھ "العبد الضعیف" یا "الفقیرإلی اللہ" جیسے اوصاف لکھے ہوں تو غالباً ناسخ ہی مؤلف ہوتا ہے۔ البتہ اگر "الإمام"، "البحر"، "الحبر"، "العلامة"، اور "الفهامة" جیسے اوصاف لکھے ہوں تو یہ ناسخ کی طرف سے ہوتے ہیں، نہ کہ مؤلف کی طرف سے۔ نساخ اکثر مؤلف کا نام ذکر کرتے ہیں اور کتاب کے آخر میں اس کے لیے دعا کرتے ہیں، نیز سنہ نسخ بھی ذکر کرتے ہیں، اور اسی طرح کبھی کبھار ناسخ اپنا نام بھی ذکر کرتا ہے۔

ثالثًا: مما يصلح ليكون دليلًا أو قرينة على ثبوت كتاب مخطوط لمؤلفه السماعات المثبتة على هامش الكتاب أو في آخره.

وكذلك ذكر وقف الكتاب باسمه واسم مؤلفه على مسجد أو مكتبة وهكذا.

ثالثاً: سماعات اور اوقاف

جو چیزیں کسی مخطوطے کے اپنے مؤلف سے ثابت ہونے کے لیے دلیل یا قرینہ بن سکتی ہیں، ان میں کتاب کے حاشیے یا آخر میں درج سماعات (اجازت نامے /سندِ قرات) شامل ہیں۔

اسی طرح کسی مسجد یا لائبریری پر کتاب کو اس کے نام اور مؤلف کے نام کے ساتھ وقف کرنے کا ذکر بھی (دلیل بنتا ہے)۔

رابعا: مما يصلح أن يكون دليلًا على نسبة الكتاب لمؤلف بعينه،

تعدد نسخ المخطوط، فلو كثرت نسخ المخطوط، وتنوعت أماكنها، واتفقت النسخ على اسم المؤلف، دل ذلك على صحة نسبة الكتاب لصاحبه ومؤلفه، وكلما كانت سنة النسخ قريبة من حياة المؤلف أو في حياة المؤلف كان ذلك دليلًا دامغًا في ذلك.

وبعض النسخ يكون عليها خاتم المؤلف وإجازة منه وهكذا.

رابعاً: نسخوں کی کثرت

کسی کتاب کو بعینہٖ اس کے مؤلف سے منسوب کرنے کے لیے جو چیز دلیل بن سکتی ہے، وہ ہے مخطوطے کے نسخوں کی تعداد میں زیادہ ہونا۔ اگر مخطوطے کے نسخے کثیر ہوں، ان کی جگہیں متنوع ہوں، اور تمام نسخے مؤلف کے نام پر متفق ہوں تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کتاب کی نسبت اپنے صاحب اور مؤلف سے صحیح ہے۔ اور جتنا زیادہ سالِ کتابت مؤلف کی زندگی کے قریب ہو یا مؤلف کی زندگی میں لکھا گیا ہو، وہ اس معاملے میں پختہ دلیل ہوتا ہے۔

بعض نسخوں پر مصنف کی مہر اور اس کی طرف سے اجازت (اجازہ) بھی ہوتی ہے۔

خامساً:إشارة المؤلف للكتاب في مؤلفاته الأخرى، فهذا أيضًا من الأدلة على ثبوت كتاب مخطوط لمؤلفه.

مثال ذلك كتاب: "الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم – صلى الله عليه وسلم" لابن الوزير رحمه الله.

قال المؤلف في كتابه "العواصم والقواصم": (1/ 225) -وهو أصل

هذا الكتاب-: "ثمّ إنّي قد اختصرت هذا الكتاب في كتاب لطيف سمّيته: "الروض الباسم" ...... اهـ.

خامساً: مؤلف کا دیگر تالیفات میں ذکر

مؤلف کا اپنی دیگر تالیفات میں اس کتاب کی طرف اشارہ کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مخطوطہ اپنے مؤلف سے ثابت ہے۔

مثال: ابن الوزیر رحمہ اللہ کی کتاب "الروض الباسم فی الذب عن سنة أبي القاسم - صلى الله عليه وسلم"۔

مؤلف نے اپنی کتاب "العواصم والقواصم" (1/225) میں جو کہ اس کتاب کی اصل ہے، فرمایا: "پھر میں نے اس کتاب کو ایک لطیف کتاب میں مختصر کیا ہے جس کا نام میں نے الروض الباسم رکھا ہے...۔

سادساً: إشارة مؤلفين آخرين للكتاب ونسبته لمؤلفه في كتبهم، وكلما كان هؤلاء المؤلفين معاصرين للمؤلف أو قريبي العهد به كان ذلك أقوى في الدلالة على ثبوت كتاب مخطوط لمؤلفه.

مثال ذلك كتاب: "مقالات الإسلاميين" لأبي الحسن الأشعري رحمه الله ذكره الحافظ ابن عساكر في كتابه " تبيين كذب المفتري " فقال رحمه الله ص 131 وهو يسرد مؤلفات أبي الحسن: ومنها "مقالات المسلمين" استوعب فيه جميع اختلافهم ومقالاتهم .... . انتهى

سادساً: دوسرے مصنفین کا اشارہ

دیگر مؤلفین کا اپنی کتابوں میں اس کتاب کا ذکر کرنا اور اسے اس کے مؤلف سے

منسوب کرنا۔ یہ مؤلفین جتنے زیادہ مؤلف کے معاصر ہوں یا قریبی زمانے کے ہوں، اتنی ہی زیادہ یہ بات مخطوطے کے اپنے مؤلف سے ثابت ہونے میں قوی دلیل ہوتی ہے۔

اس کی مثال ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی کتاب "مقالات الإسلاميين" ہے۔ حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب "تبیین کذب المفتری" میں اس کا ذکر کیا، اور وہ علامہ ابو الحسن کی تالیفات گنواتے ہوئے صفحہ 131 پر فرماتے ہیں: اور ان میں سے "مقالات المسلمین" ہے، جس میں انہوں نے تمام اختلافات اور ان کے مقالات کو سمیٹا ہے...۔

وشيخ الاسلام ابن تيمية [المتوفى سنة 728هـ] أشار كثيرا في كتبه إلى كتاب المقالات للأشعري فمن ذلك:

فقال في كتاب "النبوات"(2/ 631): وتأمّلت ما وجدته في الصفات من المقالات؛ مثل كتاب الملل والنحل للشهرستاني، وكتاب مقالات الإسلاميين للأشعري؛ وهو أجمع كتابٍ رأيته في هذا الفن.... [انتهى].

اور ابن تیمیہ (متوفی سنہ 728ھ) نے بھی اپنی کتابوں میں علامہ اشعری کی کتاب "المقالات" کا کثرت سے اشارہ کیا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے:

انہوں نے کتاب "النبوات" (2/ 631) میں کہا: اور میں نے ان مقالات پر غور کیا جو مجھے صفات کے بارے میں ملے، جیسے شہرستانی کی کتاب "الملل والنحل" اور علامہ اشعری کی کتاب "مقالات الإسلاميين" اور اس فن میں جو کتب میں نے دیکھی، یہ اُن سب سے جامع کتاب ہے...۔

سابعا:أسانيد الكتاب والإجازات به، فقديماً كانوا يجيزون بكتبهم، وكانوا يثبتون السماعات بالكتاب، ولا تزال الإجازات بالكتب موجودة متصلة، والأسانيد أنساب الكتب كما يقولون.

سابعاً: کتاب کی اسانید اور اجازات

کتاب کی اسانید اور اس کے ذریعے دی گئی اجازات۔ قدیم زمانے میں لوگ اپنی کتابوں کی اجازت دیا کرتے تھے، اور کتاب پر سماعات کو ثبت کرتے تھے۔ کتابوں کی اجازات آج بھی موجود اور متصل ہیں۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے، اسانید کتابوں کے شجرۂ نسب کی طرح ہیں۔

ثامنا:لو ارتاب المحققون في ثبوت كتاب مخطوط لمؤلفه فعليهم بمقارنة أسلوب الكتاب بباقي كتب المؤلف، فلكل عالم ومصنف أسلوبه الخاص الذي يتطابق ويتشابه في كتبه ومصنفاته، والتحقيق بالأسلوب هذا لا يتقنه إلا الجهابذة، لأنه يقوم على الذوق وطول الممارسة والدرس لكتب المؤلف.

ثامناً: اسلوب کا موازنہ

اگر محققین کو کسی مخطوطے کے اپنے مؤلف سے ثابت ہونے میں شک ہو، تو انہیں چاہیے کہ وہ کتاب کے اسلوب کا موازنہ مؤلف کی دیگر کتابوں سے کریں۔ ہر عالم اور مصنف کا اپنا ایک خاص اسلوب ہوتا ہے جو اس کی کتابوں اور تصنیفات میں یکساں ہوتا ہے۔ اسلوب کے ذریعے تحقیق کا یہ کام صرف ماہرین (جہابذہ) ہی کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ذوق اور مؤلف کی کتابوں کے طویل مطالعے اور مشق پر منحصر ہوتا ہے۔

تاسعًا:استفاضة شهرة الكتاب ونسبته لمؤلفه، مثل كتب الصحاح والمسانيد والسنن.

تاسعًا: شہرت اور استفاضہ

کتاب کی شہرت کا استفاضہ اور اس کی مؤلف سے نسبت کا عام ہو جانا بھی ایک دلیل ہے، جیسے صحاح، مسانید اور سنن کی کتابیں۔

عاشرا:موافقة موضوع الكتاب لأحداث عصر المؤلف، هذا لو تطرق إليها المؤلف، فالأحداث والشخصيات والملوك لابد أن يكون المؤلف قد عاصرها وعايشها.

عاشراً: عصر کے حالات سے مطابقت

کتاب کے موضوع کا مؤلف کے زمانے کے واقعات کے مطابق ہونا دلیل ہو گا، اگر مؤلف نے اُن کا ذکر کیا ہو۔ پس ضروری ہے کہ مؤلف اُن واقعات، شخصیات اور حکمرانوں کا ہم عصر ہو اور اُن کے دور کا مشاہدہ کیا ہو۔

حادي عشر:الاستعانة بكتب فهارس المؤلفين والكتب، أو كتب التراجم والطبقات، أو فهارس المكتبات العامة والخاصة-ابتداءً-؛ أو غيرها من وسائل إثبات نسبة الكتب إلى مؤلفيها، مثل الفهرست لابن النديم، و"كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون"، لحاجي خليفة، و"هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين"، لإسماعيل باشا الباباني.

وغير ذلك من كتب الفهارس والتراجم.

حادی عشر: معاون کتب سے رجوع

ابتدائی طور پر مؤلفین اور کتب کی فہرستوں کی کتابوں، یا تراجم اور طبقات کی کتابوں، یا عام اور خاص کتب خانوں کی فہرستوں، یا کتب کی ان کے مؤلفین سے نسبت ثابت کرنے کے دیگر وسائل سے مدد لینا۔ جیسے ابن ندیم کی "الفهرست"، حاجی خلیفہ کی "كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون"، اور اسماعیل پاشا بابانی کی "هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين"۔

اور دیگر ایسی ہی فہارس اور تراجم کی کتابیں۔

هذا ما تيسر والله وحده من وراء القصد. وصلى الله وسلم وبارك على سيدنا محمد وآله وصحبه.